Reg No. 5254 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۲ آنہ

یوم : شنبہ ★ ۴ رجمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹	۲۹ صلح ۱۳۳۴ ہش ★ ۲۹ جنوری ۱۹۵۵ء	نمبر ۲۵

مغربی افریقہ جانے کے لئے ربوہ سے پانچ مبلغین کرام کی روانگی

اہالیانِ ربوہ نے کثیر تعداد میں اسٹیشن پہنچکر اپنے مجاہد بھائیوں کو الوداع کہا

ربوہ ۲۸ جنوری ۔ پانچ مبلغین کرام کا وفد مغربی افریقہ جانے کے لئے کل صبح چناب ایکسپریس سے کراچی روانہ ہو گیا۔ تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے وکلا اور ناظر صاحبان جنرل پریذیڈنٹ صاحب ربوہ، پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ اور دیگر بزرگان نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پر انہیں دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے اجتماعی دعا کرائی۔ مبلغین کرام کے اس وفد میں سے مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مع اہل و عیال تیسری بار گولڈ کوسٹ تشریف لے جا رہے ہیں۔ اسی طرح مکرم محمد اسحاق صاحب صوفی بھی آپ کے ہمراہ گولڈ کوسٹ ہی جائیں گے۔ آپ بھی اس سے پہلے کئی سال تک افریقہ کے مختلف ۴۲

حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۸ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کل سہ پہر ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ نزلہ ہے لیکن آگے سے آرام ہو رہا ہے احباب حضور ایدہ اللہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

فارموسا کے علاقے میں امریکی جہاز اسوقت تک حملہ نہیں کرینگے جب تک کہ ان پر حملہ نہ کیا جائے

ساتویں بحری بیڑے کو کمک پہنچانے کیلئے مزید بحری دستے روانہ کئے جا رہے ہیں۔ فوجی نامہ نگاروں کی خبروں پر سنسر لگا دیا گیا

واشنگٹن ۲۸ جنوری۔ امریکہ کی ری پبلکن پارٹی کے لیڈر مسٹر نولینڈ نے کہا ہے۔ کہ بحری اور ہوائی فوج کے جو جہاز فارموسا کے دفاع کے لئے بھیجے جا رہے ہیں وہ اس وقت تک جنگی سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہیں لیں گے۔ جب تک کہ خود ان پر حملہ نہ کیا جائے۔ کل انہوں نے اس بارے میں صدر آئزن ہاور سے ملاقات کے بعد اس امر سے اخبار نویسوں کو مطلع کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ جہاز صرف دفاعی اغراض کے پیش نظر احتیاط کے طور پر بھیجے جا رہے ہیں۔ فارموسا کی صورتِ حال کے بارے میں کل صدر آئزن ہاور نے اعلیٰ فوجی حکام سے بھی بات چیت کی اور فارموسا کے علاقے میں ضرورت پڑنے پر امریکی فوجیں استعمال کرنے کے اختیار کے مختلف پہلوؤں پر ان سے مشورہ کیا۔ اُدھر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امریکہ کے ساتویں بحری بیڑے کو کمک پہنچانے کے لئے مزید بحری جہاز اور دستے فارموسا روانہ کئے جا رہے ہیں۔ ساتویں بحری بیڑے کے ساتھ جو نامہ نگار ہیں۔ ان کی خبروں پر سنسر لگا دیا گیا ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ جب تک بحری بیڑا کمیونسٹ چین کے حملوں کی زد میں ہے۔ اس وقت تک یہ سنسر قائم رہے گا۔

عراق مجوزہ دفاعی معاہدے کو عملی جامہ پہنانے پر مصر ہے

عرب وزراء اعظم کی کانفرنس میں عراقی وفد کی پہلی بار شرکت

قاہرہ ۲۸ جنوری ۔ عرب وزراء اعظم کی کانفرنس میں ترکی اور عراق کے مجوزہ دفاعی معاہدے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورت حال پر کل بھی بات چیت جاری رہی۔ وزراء اعظم کی یہ کانفرنس گزشتہ ہفتہ کے روز سے ہو رہی ہے۔ کل پہلی بار آٹھوں عرب ملکوں کے نمائندے کانفرنس میں شریک ہوئے عراقی وفد کی قیادت وہاں کے ایک سابق وزیر اعظم ڈاکٹر فاضل جمالی نے کی۔ انہوں نے کل اعلان کیا کہ عراق ترکی معاہدہ ایک طے شدہ حقیقت ہے اور یہ کہ عراق اس معاہدہ پر دستخط کرنے کی تجویز کو بالآخر ضرور عملی جامہ پہنائے گا۔ انہوں نے کہا عراق کا نقطہ نظر یہ ہے۔ کہ اس معاہدے کے باوجود عرب ملکوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جا سکتا ہے۔ کانفرنس کا اجلاس آج بھی جاری رہے گا۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر عرب وزرائے اعظم کا ایک اور اجلاس طلب کیا جائے۔

صوبہ سرحد میں ایرانی وفد کی مصروفیات

پشاور ۲۸ جنوری ۔ ایران کے خیرسگالی وفد نے جو آجکل صوبہ سرحد کا دورہ کر رہا ہے۔ کل مردان میں شکر کے کارخانے اور ورسک کے پن بجلی کے منصوبے کا معائنہ کیا۔ وفد کے لیڈر مسٹر رضا جعفری نے ورسک کا منصوبہ دیکھنے کے بعد کہا میں دعا کرتا ہوں کہ یہ منصوبہ جلد از جلد مکمل ہو کر اس علاقے کی خوشحالی کا موجب بنے۔ ایران کے مشہور شاعر صادق سرمد نے جو وفد کے ہمراہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس منصوبے سے متاثر ہو کر ایک قطعہ کہا جس میں انہوں نے ان فوائد کو نظم کیا ہے جو قبائلی علاقے کو پہنچینگے

مسٹر محمد علی کینیڈا کے سرکاری دورے کے بعد نیو یارک واپس پہنچ گئے

نیو یارک ۲۸ جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان جناب محمد علی تین روز تک کینیڈا کے سرکاری دورے کے بعد آج صبح اوٹاوا سے نیو یارک واپس پہنچ گئے بین الاقوامی عدالت کے جج چوہدری محمد ظفر اللہ خاں پاکستانی سفیر مقیم واشنگٹن سید امجد علی اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے جناب محمد میر نے ہوائی اڈہ پر آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے بتایا کہ میں نے کینیڈا کے دوران قیام میں وہاں کے لیڈروں اور اعلیٰ حکام سے باہمی مفاد کے معاملوں پر بات چیت کی ہے۔ مسٹر محمد علی کل نیو یارک سے لندن روانہ ہو رہے ہیں۔ جہاں آپ دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ جو پیر کے روز سے وہاں شروع ہو رہی ہے۔ کل مسٹر محمد علی نے اوٹاوا میں کینیڈا کی پارلیمنٹ کے سپیکر سے ملاقات کی۔ نیز آپ دار العوام کے ایک اجلاس میں بھی شریک ہوئے جب آپ ممتاز مہمانوں کی گیلری میں پہنچے تو دار العوام کے ممبران نے کھڑے ہو کر پرجوش تالیوں کیساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔

جمال عبد الناصر ایشیائی کانفرنس میں شرکت کریں گے

قاہرہ ۲۸ جنوری۔ آج مصر کے وزیر اعظم کرنل جمال عبد الناصر نے اس خبر کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ افریقی اور ایشیائی ممالک کی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ یہ کانفرنس اپریل میں جکارتا میں منعقد ہو رہی ہے

موجودہ حالات میں پاسپورٹ دینا مناسب نہیں ہے

امریکی ہوابازوں کے رشتہ داروں کو امریکی وزیر خارجہ کا جواب

واشنگٹن ۲۸ جنوری۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈلس نے ان گیارہ امریکی ہوابازوں کے رشتہ داروں کو جو آجکل چین میں گرفتار ہیں۔ اطلاع دی ہے کہ موجودہ حالات میں سفر کرنے کے لئے پاسپورٹ دینا مناسب نہیں ہے۔ یاد رہے حکومت چین ان رشتہ داروں کے چین آنے کی منظوری دے چکی ہے۔

علاقوں میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے ہیں۔ مکرم خلیل احمد صاحب اختر پہلی بار لائبیریا جا رہے ہیں جہاں آپ پہلا تبلیغی مشن قائم کریں گے۔ باقی دو مبلغ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب اور مکرم قاضی مبارک احمد صاحب سیرالیون میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کریں گے۔

احباب ان سب مبلغین کے بخیریت پہنچنے اور حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۵۵ء

خیر سگالی اور وسیع النظری

مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان نے جو بھارت کے یوم جمہوریہ کی تقریب میں شرکت کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہوئے ہیں راشٹرپتی بھون کی ایک دعوت میں ڈاکٹر راجندر پرشاد کی تقریر کے جواب میں فرمایا ہے کہ:-

خیر سگالی اور وسیع النظری سے کام لیا جائے۔ تو مجھے یقین ہے کہ ہم یہ جھگڑے بہت جلد ختم کر سکتے ہیں۔

وضاحت کرتے ہوئے اس تقریر میں آپ نے مزید فرمایا کہ

"ہم پاکستان اور بھارت میں جن بنیادی مسائل کا سامنا کر رہے ہیں وہ کم و بیش یکساں ہیں۔ اس لئے دونوں ملکوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ انہیں حل کرنے میں تعاون سے کام لیں۔ اور ایک ہی اصول پر عمل کریں۔ تاریخ کی یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے۔ کہ آزادی کے بعد پیش آنے والے بعض واقعات نے غلط فہمیوں اور تلخیوں کی بہت سی یادیں چھوڑی ہیں جن کے باعث ہمارے تعلقات بہت خوشگوار نہیں رہے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ کشیدگی کا یہ تاریک دور ضرورت سے زیادہ طویل ہو چکا ہے اور وقت آ گیا ہے کہ ہم اسے مکمل طور پر ختم کر دیں۔ یہ ثابت کرنے اور خلوص سے ساتھ ثابت کر دینے کا بہترین وقت ہے کہ ہم اپنے بنیادی اور بڑے بڑے جھگڑے آپس میں ہی طے کر سکتے ہیں۔ ورنہ عوام ہمارے خلوص اور قیادت کی خصوصیات کے فقدان کا مذاق اڑائیں گے۔ عمل کا وقت آ گیا ہے عوام انتظار نہیں کر سکتے۔ ہم دونوں ملکوں کے مقاصد ایک ہی ہیں۔ ہم بین الاقوامی امن اور ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم عوام کا معیار زندگی بلند کرنا چاہتے ہیں۔

ہمیں اپنے جھگڑوں کو ختم کر دینا چاہیئے مستقبل کی طرف سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم غلط فہمی اور تلخیوں کی میراث نہ چھوڑیں۔ دونوں ملکوں کے لئے اسکے سوا چارہ کار نہیں ہے کہ دونوں ملک صداقت اور خلوص کے جذبات سے کام لیں جس کے بغیر ان کی خوشحالی ناممکن ہے۔

ہم بڑے نازک اور خطرناک دور میں سے گزر رہے ہیں۔ بعض اوقات بنی نوع انسان کا وجود ہی خطرے میں نظر آتا ہے۔ ہمارے مسائل حل ہو جائیں۔ اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے ہم آگے بڑھیں تو انسانیت کی پرامن ترقی کو فروغ دینے میں ہم بے انداز مدد کر سکیں گے"۔ (ملت ۲۸ جنوری ۱۹۵۵ء)

پاکستان اور بھارت کے درمیان جو جھگڑے موجود ہیں۔ اور جو افسوس ہے کہ تقسیم کے وقت سے ہی چلے آتے ہیں۔ اور ان کی الجھنوں میں ابھی بظاہر کمی نہیں بلکہ زیادتی ہی نظر آتی ہے۔ اب ایسے نہیں کہ ان کی برائیاں اور دونوں ملکوں کے لئے ان کا باعث نقصان ہونا واضح کرنے کی ضرورت ہو۔

پاکستان اور بھارت کا ایک دوسرے کے ہمسایہ ہونے کے علاوہ آج دنیا کی یہ حالت ہے۔ کہ کوئی دو ملک خواہ ان کے درمیان جغرافیائی دوری کیوں نہ ہو۔ باہم اشتراک اور خوشگوار تعلقات سے ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قدرتی پیداوار کی دنیا میں جس طرح تقسیم فی الواقعہ ہے۔ اور انسانی ترقی کے لئے جس طرح ہر قسم پیداوار کی سب ملکوں کے باشندوں کو یکساں ضرورت ہے۔ اس سے متمتع ہونے کے لئے ہر ملک کو دوسرے سے تعاون کرنا نہایت ضروری ہے۔

دونوں ملکوں کے بہی خواہ اس امر کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ حرص و ہوا اور بعض ناجائز مفادات کا لالچ اس احساس کے بروئے کار آنے کے راستہ میں حائل ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ دونوں ہمسایہ ملک فضول جھگڑوں میں وقت اور روپیہ جو دونوں کی بہبودی میں خرچ ہو سکتا تھا ضائع کرتے۔

اس کا علاج جیسا کہ مسٹر غلام محمد نے کہا ہے۔ خیر سگالی اور وسیع النظری پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مسٹر غلام محمد نے اسی تقریر میں فرمایا ہے۔ کہ بھارت نے اپنی قومی تقریبات میں انہیں مدعو کر کے ان کی عزت افزائی کی ہے۔ یہ امر یقیناً خیر سگالی اور وسیع النظری کے جذبات کو تقویت دینے والا ہے۔ اور اگر پاکستان اور بھارت اپنی قومی تقریبوں میں ایک دوسرے کو اسی طرح میل جول کا موقع دیں۔ تو باہم تنازعات میں جو تلخیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ بہت کچھ کم ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اس طرح نہ صرف دونوں حکومتوں ہی میں باہمی اعتماد کی روح زیادہ ہو گی۔ بلکہ دونوں ملکوں کے عوام بھی اس سے متاثر ہوں گے اور جو متعصب اور جھگڑالو قسم کے لوگ دونوں ملکوں کے درمیان افتراق کی خلیج وسیع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ضرور مایوس ہو جائیں گے

دو ملکوں کے درمیان بعض امور میں اختلافات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ اب اگر ان اختلافات کو بڑھا کر تلخیوں کی حد تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ تو یہ کچھ مشکل نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے ایسی تلخیوں کے نہایت خطرناک نتائج برآمد ہوں۔ جو دونوں ملکوں کی تباہی کا باعث ہوں۔ لیکن اگر ان قدرتی اختلافات کو عقلمندی سے برداشت کر کے اور انہیں دور کرنے کی نیک نیتی سے کوشش کی جائے۔ تو یہی دونوں کے لئے رحمت بن سکتے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ مسٹر غلام محمد کا بھارت کے یوم جمہوریہ میں شرکت کرنا دونوں ملکوں کے درمیان باہمی اعتماد اور ایک دوسرے کے متعلق خیر خواہانہ جذبات کو ابھارنے اور دونوں میں خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ بھارت نے انہیں اپنی اہم قومی تقریب میں جو شرکت کے لئے دعوت دی ہے توقع ہے کہ وہ آئندہ بھی اسے جاری رکھے گا اور پاکستان بھی اپنی قومی تقریبات میں اس امر کو فروگزاشت نہیں کرے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر ملک کی حکومت کا اولین فرض اپنے ملک کے عوام کی بہبودی کو پیش نظر رکھنا ہے۔ اس پر دوسرے کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ لیکن جس طرح افراد میں باہمی رواداری اور ایک دوسرے کے لئے جذبۂ ایثار ضروری ہے۔ اسی طرح ملکوں میں بھی باہمی اعتماد اور خوشگواری قائم رکھنے کے لئے ان اوصاف کی ضرورت ہے۔ اور جس طرح دو افراد میں عدل و انصاف اور نیک نیتی سے باہم رابطہ و اتحاد قائم ہوتا ہے۔ اسی طرح ملکوں کے درمیان بھی ایسے اخلاق ہی خوشگوار تعلقات کا باعث بنتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر کسی ملک کی حکومت دوسرے ممالک سے عدل و انصاف اور رواداری سے پیش نہیں آتی۔ تو وہ اپنے ملک کے عوام کی بھی خیر خواہ نہیں۔

مقامِ محمود

لاکھوں اسرارِ حقیقت کے عیاں دیکھے ہیں
میں نے اس چہرے پہ عظمت کے نشاں دیکھے ہیں

محفلِ زیست میں اے روحِ خطابت تجھ سے
میں نے الفاظ کے لب شعلہ فشاں دیکھے ہیں

ذات پر تیری وفا کیوں نہ بھلا ناز کرے
اہلِ دل تجھ سے زمانے میں کہاں دیکھے ہیں

تیری تقدیر میں لکھا ہے مقامِ محمود
تیری تدبیر میں یہ رازِ نہاں دیکھے ہیں

خلق سے تیرے کھنچا آتا ہے سارا عالم
تیرے حلقے میں کئی پیر و جواں دیکھے ہیں

وہ عزائم جنہیں اسلام کو کرنا ہے بلند
میں نے ہر لحظہ ترے رخ پہ جواں دیکھے ہیں

تجھ سے ہی ملنا ہے ملت کو فرازِ گردوں
تیری ہستی سے یہ آثار عیاں دیکھے ہیں

تیرے لائے سے فروزاں ہے چراغِ تقدیس
تجھ سے پُر نور مقاماتِ جہاں دیکھے ہیں

یہ ترے حسنِ تکلم کی نوا ریزی ہے
چشمے توحید کے ربوہ میں رواں دیکھے ہیں

ہاں اسی خاک سے اٹھیں گے محمدؐ کے غلام
ایسے انداز بہر گام یہاں دیکھے ہیں

پرتوِ ابنِ مسیحؑ کا اثر ہے اختر
میں نے اس دل کے قریں جلوے عیاں دیکھے ہیں

اختر گوبند پوری

ایک دوست کے تین سوالوں کا جواب

دعاؤں کی قبولیت - نماز کی برکات اور مسلمانوں کی زبوں حالی

از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے ربوہ

پتوکی ضلع لاہور کے ایک دوست جن کا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں اپنے ایک خط محررہ ۱۰ جنوری ۱۹۵۵ء میں بعض مسائل کے متعلق اپنی پریشانی اور دماغی الجھن کا اظہار کر کے دعا کے علاوہ ایسے کافی و شافی جواب کے متمنی ہیں۔ "جو ان کے دل کی تسکین کا موجب ہو۔ سو دل کا اطمینان تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور کافی جواب کے لئے زیادہ وقت اور بہتر صحت درکار ہے۔ جو مجھے آجکل میسر نہیں۔ اسلئے ذیل کے مختصر اور اپنے خیال میں کسی قدر شافی جواب پر اکتفا کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس دوست کی پریشانی اور دماغی الجھن کو دور کر کے اطمینان قلب عطا کرے۔ اور مجھے بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ اور انجام بخیر ہو۔

دعاؤں کی قبولیت

سب سے پہلا سوال اس دوست کا یہ ہے کہ میں اپنے ایک معاملہ میں دعا کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔ اور میں نے جماعت کے بزرگوں سے بھی دعا کرائی ہے۔ مگر میرا مقصد حاصل نہیں ہوا۔ اور کوئی دعا قبولیت کو نہیں پہنچی۔ حتیٰ کہ اب میرے دل میں یہ شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں کہ شاید دعائیں قبول ہی نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ "وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے"۔ اس سوال کا صاف اور سیدھا اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ آج تک کسی شخص نے یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ ہر مومن کی ہر دعا لازماً قبول ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اور کئی جگہ لکھا بھی ہے کہ دعا کے معاملہ میں خدا کا سلوک اپنے بندوں کے ساتھ دوستانہ رنگ کا ہوا کرتا ہے کہ کبھی وہ اپنی بات منواتا ہے۔ اور کبھی ان کی مانتا ہے۔ تو جب قبولیت دعا کے مسئلہ کے متعلق اسلامی نظریہ ہی یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ ہر دعا لازماً اپنی ظاہری صورت میں قبول ہو۔ تو پھر اعتراض کیسا؟ اور عقلاً بھی یہی بات صحیح ثابت ہوتی ہے کہ ہر دعا کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ وہ لازماً قبول کر لی جائے کیونکہ اگر ایسا ہو۔ تو خدا اپنی مخلوق کا آقا اور مالک اور حاکم نہیں رہتا۔ بلکہ نعوذ باللہ ان کا محکوم اور مملوک اور مطیع بن جاتا ہے۔ کہ جو بات بھی بندے کے منہ سے نکلے اسے وہ قبول کرنے پر مجبور ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ قرآن مجید خود فرماتا ہے کہ اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی "مجھ سے دعائیں مانگو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا" تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہر دعا لازماً اپنی ظاہری صورت میں قبول ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ایک عمومی ارشاد ہے۔ جس میں صرف اس اصولی حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مومنوں کی دعائیں بے سود نہیں جاتیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنی سنت کے مطابق قبول کیا کرتا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ آیا اللہ تعالےٰ لازماً ساری دعاؤں کو قبول کرتا ہے یا کہ بعض دعائیں ردّ بھی کر دی جاتی ہیں۔ اور پھر یہ کہ آیا اللہ تعالےٰ ضرور ہر دعا کو لازماً اس کی ظاہری صورت میں ہی قبول کرتا ہے یا کہ دعاؤں کی قبولیت کے مختلف پہلو مقرر ہیں۔ یعنے کوئی دعا ظاہری صورت میں قبول ہوتی ہے۔ اور کوئی ظاہری صورت سے ہٹ کر کسی اور صورت میں قبول کی جاتی ہے۔ سو ان تمام باتوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے بعض اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ جو قرآن مجید اور حدیث میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔ جن میں سے بعض کی طرف ذیل کے مختصر نوٹ میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اور بعض اصول اس خاکسار کی تصنیف سیرۃ خاتم النبیین حصہ سوم کے متعلقہ باب میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں

سب سے پہلی بات تو اس تعلق میں یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے۔ ہر دعا لازماً قبول نہیں ہوا کرتی بلکہ بعض دعائیں ردّ بھی کر دی جاتی ہیں۔ مثلاً قرآن مجید اور حدیث سے ثابت ہے کہ غافل انسان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو محض رسم اور عادت کے طور پر دعا کرتا ہے۔ مگر دلسے دعا کی روح سے غافل رہتا ہے۔ ناشکر گذار انسان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو خدا کی سابقہ نعمتوں کے متعلق تو ناشکری کرتا ہے۔ مگر آئندہ نعمتوں کا متمنی رہتا ہے۔ بے صبر انسان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو کچھ وقت تک دعا کرنے کے بعد بے صبر ہو کر کہنا شروع کر دیتا ہے کہ بہت دعا کر کے دیکھ لیا۔ لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ایسی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ جس کا قبول کرنا خدا کی کسی سنت یا اسکے کسی وعدہ کے خلاف ہو۔ دعا میں بے صبری کے متعلق تو بعض بزرگوں نے یہاں تک لکھا ہے۔ کہ ہم نے بعض معاملات میں بیس بیس سال تک مسلسل دعا کی ہے۔ اور عدم قبولیت کے باوجود صبر و ثبات کے ساتھ اپنی دعا کو جاری رکھا۔ اور آخر دعا کا پھل پا لیا۔ غالباً ہمارے اس بے صبر ہونے والے دوست کا ریکارڈ تو ابھی تک اس مدت کو نہیں پہنچا ہوگا۔ تو پھر بے چینی کیسی؟ کیا خدا نعوذ باللہ اپنے بندوں کا غلام ہے۔ کہ ادھر ان کے منہ سے دعا کے کلمات نکلیں۔ اور ادھر خدا نے سمعاً وطاعۃً کہتے ہوئے ان کے ارشاد کی تعمیل کر دی؟ ظاہر ہے اور ہر عقلمند انسان اس بات کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا انسان کا آقا اور خالق و مالک ہی نہیں بلکہ اس کا رب یعنے مربی بھی ہے۔ اس لئے وہ دعاؤں کے قبول کرنے یا نہ کرنے میں اپنی سنت اور وعدہ کو ملحوظ رکھنے کے علاوہ دعا کرنے والے کے صبر اور شکر اور اس کی قلبی روح کا امتحان بھی کرنا چاہتا ہے۔ اور اسے یہ سبق بھی دینا چاہتا ہے کہ دعا کوئی منتر جنتر نہیں ہے۔ کہ ادھر منہ سے ایک بات نکلی۔ اور اُدھر قبول ہو گئی۔ بلکہ دعا کی قبولیت ایک خاص قلبی کیفیت اور لمبے مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ کی دلدل انسان کو بہت جلد تھکا کر بے صبر کرنا شروع کر دیتی ہے۔

پھر حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ دعا کی قبولیت کے پہلو بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اور ضروری نہیں کہ ہر قبول ہونے والی دعا اپنی ظاہری صورت میں ہی قبول ہو۔ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم صراحت اور وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ دعا کی قبولیت کی تین امکانی صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض دعائیں تو اپنی ظاہری صورت میں ہی قبول کی جاتی ہیں۔ اور بعض اپنی ظاہری صورت میں قبول نہیں ہوتیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ان کو ظاہری صورت میں قبول کرنے کی بجائے دعا کرنے والے کو کسی آنے والے دُنیوی خطرہ سے محفوظ کر دیتا ہے۔ یہ گویا دعا کی قبولیت کا **منفی پہلو** ہے۔ اور بعض اوقات دعا اس رنگ میں قبول ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نہ تو دعا کو اس کی ظاہری صورت میں قبول کرتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے بدلے میں کوئی دنیوی خطرہ دور کر کے قبولیت کا کوئی منفی پہلو پیدا کرتا ہے۔ بلکہ دعا کرنے والے کے لئے اگلے جہان میں کوئی خاص نعمت مخصوص کر دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مومنوں کے لئے اُخروی زندگی بھی ایسی ہی یقینی ہے۔ جیسی کہ یہ دنیوی زندگی بلکہ اہمیت اور طوالت زمانہ کے لحاظ سے اس سے بے شمار درجہ بڑھ کر ہے۔ پھر بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان جس بات کے لئے دعا کرتا ہے۔ وہ خدا کے علم میں اسکے لئے اچھی نہیں ہوتی۔ اس لئے خدا ایسی دعا کو رد کر دیتا ہے۔

پھر باقی ہمارے دوست کا یہ لکھنا کہ "**وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے**" سو اس سے کون انکار کرتا ہے۔ لیکن ہمارے اس دوست نے غور نہیں کیا۔ ورنہ وہ یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے تھے۔ کہ دعا تو ہوتی اسی غرض سے ہے کہ خدا سے یہ درخواست کی جائے۔ کہ اے میرے آقا مجھے یہ کام درپیش ہے۔ تو اپنے فضل سے اسے "**منظور خدا**" کے میدان میں داخل کر کے میرا کام کر دے۔ بس "**منظور خدا**" کا فلسفہ بے شک حق ہے۔ لیکن دُعا کا فلسفہ اس فلسفہ سے ٹکراتا نہیں۔ بلکہ اسی فلسفہ کی ایک شاخ ہے۔ کیونکہ دعا کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ کہ خدائے رحیم و کریم سے اپنا کام "**منظور**" کرایا جائے۔ اور جب کوئی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ تو یہی بات **منظور خدا** بن جاتی ہے۔ یہ ایک موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے میں کوئی روک نہیں ہونی چاہیئے۔

ہمارے یہ دوست اپنے خط میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ دعا غالباً محض ایک عبادت ہے۔ ورنہ جو سلسلہ خدا تعالےٰ نے قضا و قدر اور تقدیر خیر و شر کے طور پر جاری کر رکھا ہے۔ اسی کے تحت سب کچھ ہو رہا ہے۔ سو اس سے بھی ہمیں اصولاً انکار نہیں۔ مگر اس سے دعا کی قبولیت کا مسئلہ کس طرح رد ہو گیا؟ تقدیر اپنی جگہ ہے اور دعا اپنی جگہ ہے۔ دونوں میں ہرگز کوئی ٹکراؤ نہیں۔ جس طرح قانون قضا و قدر خدا تعالےٰ کا بنایا ہوا مادی قانون ہے۔ اسی طرح دعا اور اس کی قبولیت کا قانون خدا کا بنایا ہوا روحانی قانون ہے۔ اور دونوں برحق ہیں۔ بلکہ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے۔ تو دراصل یہ دونوں قانون خدا کے واحد ازلی قانون ہی کا حصہ ہیں۔ کیونکہ قضا و قدر تقدیر عام ہے اور دعا اور اس کی قبولیت **تقدیر خاص** سے تعلق رکھتی ہے۔ اور جیسا کہ میں اپنے ایک دوسرے

مضمون میں صراحت سے ذکر کر چکا ہوں۔ خوارق اور معجزات بھی اسی **تقدیر خاص** ہی کا حصہ ہیں۔

بہرحال میں اپنے اس پریشان خیال دوست سے عرض کروں گا۔ کہ خدا کے لئے آپ اپنی کسی دعا کی عدم قبولیت سے گھبرا کر دعا کے مبارک دامن کو ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ کیونکہ یہی تو وہ پہلا اور آخری کھونٹا ہے۔ جو انسان کو خدا سے باندھتا ہے۔ اسے چھوڑ کر آپ نعوذ باللہ دہریت کے ورے ورے کہیں نہیں رک سکتے۔ آپ کو چاہیئے۔ کہ دعا کے متعلق اپنی اسی گھبراہٹ کو دعا کے ذریعہ ہی دور کرنے کی کوشش کریں :۔

چوں علاج مے زمے وقت خمار و التہاب

میں اپنے اس دوست کو یہ بھی مشورہ دوں گا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف **"حقیقۃ الوحی"** کا نشانوں والا حصہ بھی ضرور پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ اس سے انشاء اللہ آپ کے بے چین دل کو تسکین حاصل ہوگی۔ اور آپ دیکھیں گے۔ کہ ہمارا مہربان آسمانی آقا اپنے بندوں کی دعائیں کس طرح سنتا اور کس طرح قبول کرتا ہے۔ اور پھر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ شعر تو ضرور یاد ہونے چاہئیں۔ جو حضور ؑ نے سرسید احمد خاں مرحوم بانی مدرستہ العلوم علی گڑھ کو مخاطب کرکے فرمائے۔ کہ :۔

اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمائیم تراچوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

اللہ اللہ! یہ کیسا شاندار کلام ہے۔ اور کیسی تحدی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے! اور پھر یہ دعا پنڈت لیکھرام لیڈر آریہ سماج کی پیشگوئی کی صورت میں کس شان کے ساتھ پوری ہوئی!!

نماز کی برکات:۔ اس دوست کا دوسرا سوال نماز کی برکات کے متعلق ہے۔ لکھتے ہیں کہ میں نے کئی نمازیوں کو بلکہ تہجد پڑھنے والے لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ اکثر ضدی اور صرف اپنا نفع دیکھنے والے اور دوسروں کا حق مارنے والے ہوتے ہیں۔ اور اس کے مقابل پر میں نے کئی غیر نمازی شریف اور منصف مزاج اور دیانتدار دیکھے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا نماز فحشاء اور منکر سے نہیں روکتی؟ اس کے جواب میں میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ گو اکثر تو نہیں مگر بعض لوگ بے شک ایسے ہوں گے۔ جو بظاہر نماز پڑھنے کے باوجود اس قسم کے گناہوں میں مبتلا رہتے ہوں گے۔ لیکن کیا ہمارے اس جلد باز دوست نے قرآن مجید کا یہ ارشاد نہیں پڑھا کہ ویل للمصلین الذین یراؤن ویمنعون الماعون۔ "یعنی ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو دکھاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ اور انہوں نے صرف ایک خالی برتن روک رکھا ہے۔ مگر اس برتن کے اندر والے دودھ کو کھو بیٹھے ہیں۔" تو جب خود قرآن مجید بعض نمازیوں کے متعلق اس قسم کا فتویٰ دے رہا ہے۔ کہ ان کی نماز ایک خالی برتن یا ایک مردہ جسم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ تو ہمارے اس دوست نے یہ سوال بیان کرکے ہرگز کسی نئی حقیقت کا انکشاف نہیں کیا۔ بلکہ ایک مسلمہ اسلامی صداقت کی طرف ہی اشارہ فرمایا ہے۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ صرف ایک رسمی قسم کی نماز اور مرغی کی طرح چار چونچیں مارنے سے وہ عظیم الشان روحانی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جو حقیقی نماز کے ساتھ وابستہ ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ حقیقی نماز تو وہ ہے جس کے متعلق ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ "یعنی سچی نماز یہ ہے کہ جب تو نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو تو اس یقین سے معمور ہو۔ اور اس بات کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر محسوس کر رہا ہو۔ کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں۔ اور خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو کم از کم تو یہ محسوس کر رہا ہو۔ کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔" کیا ہمارے سوال کرنے والے دوست دیانتداری کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے جن نمازیوں کے متعلق اوپر والا فتویٰ دیا ہے۔ وہ اس قسم کے نمازیوں میں داخل ہیں؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو وہ خود سوچ لیں۔ کہ ان کا یہ فتویٰ سچے نمازیوں پر عائد نہیں ہوتا بلکہ **بے نماز نمازیوں** پر عائد ہوتا ہے۔ جو ظاہر میں نماز پڑھتے ہوئے بھی حقیقۃً بے نماز ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے جو تاثیر نماز کی بیان کی ہے۔ کہ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر وہ حقیقی نماز کی ہے نہ کہ بے جان اور مردہ نماز کی۔ اسی لئے قرآن مجید نے جس کا ہر ہر لفظ حکمت سے معمور ہے۔ حقیقی نماز ادا کرنے والوں کے لئے یقیمون الصلوٰۃ (یعنی وہ جو نماز کو کھڑا کرتے ہیں) کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور یصلّون کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ جس کے معنی صرف نماز کی ظاہری صورت پورا کر دینے کے ہیں۔ اور بس۔ عام محاورہ سے قرآن مجید کا یہ انحراف اسی لطیف غرض سے کیا گیا ہے۔ کہ تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے۔ کہ نتیجہ خیز اور فائدہ بخش نماز صرف وہی ہے۔ جو اپنے پورے لوازمات کے ساتھ دل و دماغ کی کامل توجہ سے ادا کی جائے۔

پھر ہمارے دوستوں کو یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیئے۔ کہ نماز کا اثر ایک دوائی کے اثر کی طرح ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے دنیا کی مادی دوائیوں میں مختلف قسم کی تاثیریں رکھی ہیں۔ کوئی ملیریا کے جراثیم کو مارتی ہے۔ اور کوئی سل کے جراثیم کو ہلاک کرتی ہے۔ اور کوئی ٹائیفائڈ کے جراثیم کے لئے مہلک ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے کئی قسم کی روحانی دوائیاں تجویز کرکے ان میں مختلف قسم کی روحانی تاثیریں ودیعت کر رکھی ہیں۔ انہی روحانی علاجوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی دوائی نماز ہے۔ جو انسان کے نفس کو پاک و صاف کرکے خدائے سبوح و قدوس کے ساتھ اس کا پیوند جوڑنے میں گویا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ مگر جس طرح ہر مادی دوائی کے ساتھ خدا کی یہ ازلی شرط لگی ہوئی ہے۔ کہ اس کا فائدہ تبھی حاصل ہوتا ہے۔ کہ جب دوائی کے استعمال کے ساتھ ساتھ ضروری پرہیز کا بھی التزام کیا جائے۔ اسی طرح روحانی دوائیوں کے ساتھ بھی اسی قسم کی شرائط لگی ہوئی ہیں۔

مثلاً مادی میدان میں ملیریا کے علاج کے لئے کونین ایک نہایت مؤثر دوائی مانی گئی ہے۔ اور ملیریا کے جراثیم کو مارنے میں اس کا استعمال گویا تیر بہدف کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک طرف تو کونین کا استعمال کرے۔ اور دوسری طرف پانی کے کسی گندے ذخیرہ کے پاس ڈیرہ ڈال کر مچھروں کے ذریعہ ملیریا کے جراثیم بھی اپنے جسم میں بے تحاشا پیدا کرتا چلا جائے۔ اور مسہری وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہو۔ اور نہ کوئی اور احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ کونین کے استعمال کے باوجود ایسا شخص بدستور ملیریا کا شکار رہے گا۔ اور اس کی مثال ایسی ہوگی۔ کہ اس نے ایک صاف ستھرا حوض تعمیر کیا۔ اور اس میں ایک طرف سے نہایت پاک و صاف پانی ڈالنے کا انتظام بھی کیا۔ مگر دوسری طرف سے اس کے اندر نجاست کا انبار بھی ڈالتا گیا۔ کیا ایسے حوض کا پانی پاک و صاف رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بس یہی حال اس نماز پڑھنے والے کا ہے۔ جو نماز تو بظاہر نیک نیتی کے ساتھ ہی پڑھتا ہے۔ مگر اپنے نفس کی ٹینکی میں نماز کے طاہر و مطہر پانی کے ساتھ ساتھ گندگی کے ڈھیر بھی ڈالتا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایسے شخص کی نماز اسے ہرگز طہارتِ نفس کے اس ارفع مقام پر نہیں لے جا سکتی۔ جو اقامۃ الصلوٰۃ کے لئے مقدر ہے۔

باقی رہا یہ سوال۔ کہ بعض غیر نمازی بھی اچھے اخلاق کی حالت میں دیکھے جاتے ہیں۔ سو اس سے بھی ہمیں انکار نہیں۔ کہ انسان کسی حد تک نماز کے بغیر بھی بعض اچھے اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔ مگر سوال تو درجہ کا ہے۔ اور کوئی شخص ہرگز یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ ایک کامل طور پر پابند صلوٰۃ انسان کے مقابلہ پر ایک غیر نمازی انسان کے اخلاق درجہ کے لحاظ سے بہتر یا برابر ہو سکتے ہیں۔ اخلاق کا فلسفہ بڑا گہرا اور بڑا وسیع ہے۔ اور اخلاق کی درستی میں بیسیوں باتیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور ہر اچھی بات کسی نہ کسی حد تک اخلاق پر اچھا اثر پیدا کرتی ہے۔ مگر ان باتوں میں سب سے زیادہ پختہ اور سب سے زیادہ وسیع الاثر چیز نماز ہے۔ کیونکہ وہ انسان کو خدا سے ملاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اخلاق کا بہترین اور پاکیزہ ترین منبع خدا کی ذات ہے۔ اسی لئے یہ فرمایا گیا ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ "یعنی اگر اخلاق کو اعلیٰ بنانا ہو۔ تو اپنے اخلاق کو خدا کے اخلاق کے نمونہ پر ڈھالنے کی کوشش کرو۔" پس جہاں مجھے اس بات سے انکار نہیں۔ کہ بعض دوسری باتیں بھی (مثلاً اچھی صحبت، اچھی تربیت، اچھی تعلیم، دوسروں کے ساتھ واسطہ پڑنے کا اچھا تجربہ وغیرہ) ایک حد تک اخلاق کی درستی میں ممد ہوتی ہیں۔ وہاں یہ بات بھی قطعی طور پر یقینی ہے۔ کہ ان سب باتوں میں **گل سرسبد** وہ نماز ہے۔ جو اپنے جملہ شرائط کے ساتھ ادا کی جائے۔ ہاں ہاں وہی نماز جو ایک گری پڑی چیز نہ ہو۔ بلکہ اقامۃ الصلوٰۃ کے مفہوم کے مطابق گویا چوکس اور ایستادہ کھڑی ہو۔ اور اسے ادا کرتے ہوئے انسان پختہ یقین کے ساتھ محسوس کرے۔ کہ **میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔**

مسلمانوں کی زبوں حالی:۔ اس دوست کا تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ مومن کی زندگی ذلیل ترین نظر آتی ہے۔ نہ وہ اچھا کھانا کھاتا ہے۔ نہ اچھا لباس پہنتا ہے۔ دنیوی لحاظ سے اس کی کوئی عزت نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں اس کے سوا کیا عرض کیا جائے۔ کہ سوال کرنے والے دوست کے دل و دماغ پر غالباً ڈاکٹر سر محمد اقبال کا "شکوہ" حاوی نظر آتا ہے۔ خصوصاً شکوہ کا وہ حصہ جہاں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ :۔

امتیں اور بھی ہیں ان میں گنہگار بھی ہیں
عجز والے بھی ہیں مستِ مئے پندار بھی ہیں
ان میں کاہل بھی ہیں غافل بھی ہیں ہوشیار بھی ہیں
سینکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھی ہیں
رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

یہ شکایت نہیں ہیں ان کے خزانے معمور
نہیں محفل میں جنہیں بات بھی کرنے کا شعور
قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بیچارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور

مگر علامہ اقبال نے تو جمہور مسلمانوں میں ان شعروں کا ردعمل دیکھ کر اور خصوصاً مولوی صاحبان کا شور و غوغا سنکر **"جواب شکوہ"** میں پناہ لے لی تھی۔ لیکن ہمارے سوال کرنے والے دوست ابھی تک **"حور و قصور"** ہی کے جنگل میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بہرحال اس سوال کے بظاہر دو امکانی پہلو ہو سکتے ہیں۔ اگر تو سوال کرنے والے دوست کا یہ منشا ہے۔ کہ آج کل مسلمان سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے گر چکے ہیں اور دنیا کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہیں۔ تو یہ درست ہے۔ لیکن اس کا علاج مایوسی یا گلہ شکوہ نہیں۔ بلکہ اپنی حالت کی اصلاح کرنا اصل علاج ہے۔ **مسلمان اپنی اخلاقی اور دینی اور اقتصادی حالت سنواریں۔**

تو یقیناً پھر پہلے کی طرح سب نعمتیں ان کے قدم چومنے لگیں گی اور ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی ہوئی ہے کہ ایک درمیانی تنزل اور انحطاط کے دور کے بعد اسلام کو پھر آخری زمانہ میں دوبارہ طاقت اور قوت اور شوکت حاصل ہوگی اور خدا کے فضل سے اس کے آثار بھی شروع ہیں جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔

لیکن اگر سوال کرنے والے دوست کا اشارہ اس طرف ہے کہ مسلمانوں کو اسی قسم کے زُہد کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ تموّل کے سامان موجود ہونے کے باوجود عیش و عشرت میں زیادہ مستغرق نہ ہوں تو اس پر کوئی عقل مند انسان اعتراض نہیں کر سکتا۔ خدائے علیم و حکیم نے انسان کو **اشرف المخلوقات** قرار دیا ہے۔ حیوان نہیں بنایا کہ وہ ہر وقت لذاتِ نفسانی میں ہی غرق رہے۔ بلکہ اس کا یہ وسطی مقام مقرر کیا ہے کہ وہ بے شک مناسب اور جائز حد تک مادی اور جسمانی لذات سے بھی متمتع ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں بھی فطرتِ انسانی کا حصہ ہیں۔ مگر اسے چاہئیے کہ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کے رنگ میں ان لذات میں غرق نہ ہو بلکہ "دست در کار دل با یار" والا معاملہ رکھے۔ آپ دیندار رہتے ہوئے اور اخلاق کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے بے شک اچھا کھائیں۔ اچھا پہنیں۔ اچھے مکان میں رہیں۔ اچھا فرنیچر استعمال کریں اہل و عیال کی خوشیوں میں حصہ لیں۔ دوستوں کے ساتھ معصوم مجلسیں جمائیں۔ دنیا کی سیر و سیاحت کریں۔ آپ کو کون روکتا ہے؟ چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ خرچ کے معاملہ میں اپنا اپنا مذاق اور اپنا اپنا میلان ہوا کرتا ہے اور اس بارے میں نیک لوگوں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اصل مرکزی نقطہ تقویٰ اور دینداری ہے۔ اس دائرہ کے اندر اندر رہتے ہوئے سب کچھ جائز ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ بعض اوقات حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانیؓ ایک ایک ہزار روپے کا جوڑا پہنتے تھے مگر باوجود اس کے وہ اپنی روح کے لحاظ سے یقیناً ایک فنا فی اللہ زاہد منش درویش تھے۔ صحابہؓ کو دیکھ لیں ان میں حضرت عثمانؓ جیسے عالی مرتبہ ذی ثروت بزرگ بھی تھے۔ جن کے قدموں میں دولت لوٹتی پوٹتی تھی۔ اور دوسری طرف ان میں حضرت ابو ذر غفاریؓ جیسے فاقہ مست صحابی بھی تھے جو دولت جمع کرنے کے خیال تک کو گناہ سمجھتے تھے۔ ہمارے رسول پاکؐ نے بے شک اَلْفَقْرُ فَخْرِی (یعنی فقر میرا فخر ہے) فرمایا ہے اور حضورؐ (فداہ نفسی) کا یہی مقام تھا۔ مگر حضرت سلیمانؑ بھی تو اللہ ہی کے نبی تھے جن کی شان و شکوہ کو آجکل کے کئی بادشاہ بھی ترستے ہیں۔

دین العجائز	بالآخر مجھے خوشی ہے کہ سوال کرنے والے دوست

نے ان شبہات اور دماغی الجھنوں کے باوجود دعا کی درخواست کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کے دامن کے ساتھ وابستہ رہنے کو بہر حال اپنے لئے موجب سعادت سمجھتے ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے یہ جذبات دکھاوے کے طور پر نہیں بلکہ اخلاص پر مبنی ہیں۔ اور یہی سچے مومن کا مقام ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے وساوس دور فرمائے اور ان کے دل میں تسکین اور اطمینان کی کیفیت پیدا ہو اور وہ خدا سے راضی رہیں اور خدا ان سے راضی ہو مگر اس کے ساتھ ہی میری انہیں یہ نصیحت ہے کہ آپ زیادہ سوچا نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اکثر لوگوں کے لئے **دِیْنُ الْعَجَائِز** بہتر ہوتا ہے۔ یعنی سادہ دیہاتی لوگوں کا سا ایمان جو اسلام کے مرکزی نقطہ پر قائم ہوتے ہوئے باقی سب باتوں پر ایمان بالغیب کے رنگ میں **آمَنَّا وَصَدَّقْنَا** کہتے چلے جاتے ہیں اور فلسفیانہ رنگ میں زیادہ سوچ سوچ کر اپنے دماغ کو مشوش نہیں کرتے۔ یہ نہ خیال کریں کہ میں آپ کے لئے آزاد خیالی کا رستہ بند کر رہا ہوں اسلام اور احمدیت سے بڑھ کر آزاد خیالی کس میں ہوگی۔ بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ توہم پرستی کے طریق پر شبہات کا رستہ کھولنا اچھا نہیں۔ اس قسم کی آزاد خیالی اگر جائز بھی ہو تو صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جو شبہات کے زہر کے مقابل پر تریاق پیدا کرنے کی بھی اہلیت رکھتے ہیں۔

وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۴/۱/۵۵

خریداران الفضل توجہ فرمائیں

الفضل کے بعض ایسے خریدار جو اپنا ایڈریس تبدیل کروانے کے لئے دفتر ہذا میں لکھتے ہیں وہ مہربانی فرما کر اپنا ایڈریس خوشخط اور صاف لکھا کریں۔ بعض دوست اپنا پتہ ایسے شکستہ خط میں لکھتے ہیں کہ وہ پڑھا نہیں جاتا اور دفتر ان کی تعمیل سے قاصر ہوتا ہے۔

مینجر الفضل ربوہ

ضروری دینی نصاب

نظارت تعلیم و تربیت کے انتظام کے ماتحت ۵ مارچ ۱۹۵۵ء سے ایک کلاس جاری ہوگی۔ جس میں جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کو ضروری دینی نصاب کی ٹریننگ دی جائے گی۔ احباب کی اطلاع کے لئے ضروری دینی نصاب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) دینی نصاب اول و دوم شائع کردہ نظارت تعلیم و تربیت کی تعلیم (اس میں نماز سادہ۔ نماز باترجمہ کلمہ طیبہ۔ عقائد اسلام اور پانچ بنائے اسلام وغیرہ شامل ہیں) (۲) قرآن کریم کے پارہ اول کا (۳) ترجمہ مع مختصر نوٹ (۳) نبراس المومنین کا ترجمہ اور مطلب (۴) فقہ احمدیہ حصہ اول مرتبہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ (۵) مختلف بزرگوں کے پانچ لیکچر۔ (۶) بیل وہنڈ کسنے پر وگرام۔ اس میں مسجد مبارک میں پانچوں نمازوں کی حاضری اور درس میں شمولیت نیز دن کے اسباق کی یاد وغیرہ امور شامل ہوں گے۔ اس کے لئے ایک نگران اور سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا جائے گا۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

احباب توجہ فرمائیں

مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر نمائندگان نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز برائے علاج امریکہ تشریف لے جائیں۔ اس سفر کا ذاتی خرچ حضور خود برداشت کریں گے۔ مگر حضور کے ساتھ جانے والے عملہ کے افراد کا خرچ جماعت احمدیہ برداشت کرے گی اس سفر میں حضور کے ساتھ جانے والے عملہ کے خرچ کا اندازہ ۷۵،۰۰۰ روپے کیا گیا تھا۔ بعض احباب نے مجلس مشاورت کے موقعہ پر ہی اپنے وعدوں کی ادائیگی کر دی تھی۔ بعض احباب ایسے ہیں جو ابھی تک اپنے وعدے پورے نہیں کر سکے۔ اور بعض احباب سے وعدے تک ہی موصول نہیں ہوئے۔ احباب سے درخواست ہے کہ جنہوں نے وعدے کئے ہیں اور ابھی تک ادا نہیں کئے ان کی ادائیگی کی طرف جلد تر توجہ فرمائیں۔ اور جنہوں نے ابھی تک اس کارِ خیر میں حصہ نہیں لیا وہ اس میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال ربوہ

اعلان دار القضاء

محمد حسین صاحب سابق ساکن سٹھیالی ضلع گورداسپور حال بلاک الف ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کی بیوی مسماۃ حسین بی بی صاحبہ نے مکرم فیض محمد صاحب ولد دین محمد صاحب سے مل کر دس مرلہ زمین واقع محلہ دار السعت قطعہ ۱۰۵ قادیان میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ سے خرید کی تھی۔ فیض محمد صاحب مذکور فوت ہو چکے ہیں۔ اراضی مذکور میں سے ان کی بیوی کے حصہ کی تین مرلہ زمین مرحوم کے ورثاء سے ان کی بیوی کے نام منتقل کرا دی جائے۔ ظہور احمد صاحب وغیرہ ورثاء فیض محمد صاحب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر ان کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو پندرہ یوم تک اطلاع دیں۔ اور مورخہ ۳/۳/۵۵ کو بوقت دس بجے صبح پیروی مقدمہ کیلئے پہنچ جائیں۔

ناظم قضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ

آپ کا نام کس کس شق کے ماتحت آتا ہے؟

تعمیر مساجد بیرون پاکستان کے لئے چندے کی مندرجہ ذیل شرحیں حضور انور ایدہ الودود نے مقرر فرمائی ہیں

شق ۱۔ ملازمین احباب کیلئے۔ ا۔ پہلی دفعہ ملازمت ملنے پر پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ۔
ب۔ سالانہ ترقی ملنے پر ایک ماہ کی ترقی کی رقم

شق ۲۔ زمیندار احباب کیلئے۔ ا۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مالک بحساب ۱/- فی ایکڑ
ب۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ کے مالک " ۲/- " "
ج۔ دس ایکڑ سے کم زمین کے مزارع " ۱/۰ " "
د۔ دس ایکڑ اور اس سے زیادہ مزارع " ۱/- " "

شق ۳۔ تاجروں کے لئے۔ بڑے تجار مثلاً منڈیوں کے آڑھتی اور کارخانوں والے } ہر ماہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا پورا منافع

شق ۴۔ صناع۔ لوہار۔ بڑھئی نیز مزدوری پیشہ احباب } ہر ماہ کے پہلے دن یا کسی اور مقرر کردہ دن کی مزدوری کا دسواں حصہ۔

شق ۵۔ وکلا۔ ڈاکٹر صاحبان کیلئے } ا۔ پچھلے سال کی کل آمد سے موجودہ سال کی کل آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ۔
ب۔ نیز ہر سال کے ماہ مئی کی آمد کا پانچ فیصدی

شق ۶۔ ٹھیکیدار احباب کیلئے۔ سال کے مجموعی منافع کا ایک فی صدی۔

شق ۷۔ لجنہ اماء اللہ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تین لاکھ ہزار روپیہ کے مطالبہ پر اپنی وعدہ کردہ رقم (برائے مسجد ہالینڈ)

شق ۸۔ خوشی کی تقاریب پر۔ یعنی نکاح۔ شادی۔ بچے کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان میں کامیابی وغیرہ مواقع پر حسب اخلاص و استطاعت۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں جلدی کیجئے۔ مسابقت فرمائیے اور جنت میں گھر بنائیے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعمالِ حسنہ کی بنیاد یقین پر ہے

"تمام اعمال حسنہ کی بنیاد یقین پر ہے۔ اور یقین ہی کے پاک چشمہ سے نیک اعمال نشوونما پاتے ہیں۔ خدا کا وجود ایسا عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے کہ بجز خدا کے ہی ہاتھ کے جلوہ نما نہیں ہو سکتا۔ اور خدا کی سچی اطاعت اور صدق اور خالص محبت اور وفاداری کا سبق وہی کتاب دے سکتی ہے۔ جس کے آئینہ میں سے خدا خود اپنا چہرہ نمودار کرتا ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ انسان خدا کی راہ میں پوری وفاداری دکھلا نہیں سکتا۔ اور نہ گناہ سے باز آ سکتا ہے۔ جب تک کہ پورے یقین کے ساتھ خدا کی ہستی اور اس کی عظمت اور جلال اس پر ظاہر نہ ہوں اور بجز اس کے کوئی کفارہ انسان کو گناہ سے روک نہیں سکتا۔ پس گناہ سے محفوظ رہنے اور صدق اور وفاداری اور محبت میں ترقی کرنے کے لئے جس امر کو تلاش کرنا چاہیئے۔ وہ محض اسلام میں موجود ہے نہ کسی اور مذہب میں۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۹۶-۲۹۷)

کوئی فرد جماعت تحریک جدید سے باہر نہ رہے

۱۔ دفتر اول سال ۲۱ کے وعدے جو وصول ہوئے ہیں۔ وہ متوقع میزان کا قریباً نصف بنتے ہیں۔ لیکن دفتر دوم کے سال ۱۱ کے موصول شدہ وعدے مطلوبہ رقم کی ایک چوتھائی سے بھی کم ہیں۔

۲۔ جماعت کے محترم امیروں پریذیڈنٹوں اور مالی سکرٹریوں نیز خدام الاحمدیہ (جن کے ذمہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دفتر دوم کے وعدے حاصل اور وصول کرنے کا کام سپرد کیا ہے) کے قائدین۔ زعماء۔ عہدیداران اور ممبران سے پر زور درخواست ہے کہ وہ مرکز کو وعدوں کی فہرستیں بھجوانے کے لئے نہایت مستعدی توجہ اور کوشش سے ایسا انتظام کریں کہ دفتر اول کے وعدوں کی میزان اڑھائی لاکھ تک . . . . اور دفتر دوم کے وعدوں کی میزان چار لاکھ تک پہنچ جائے۔

۳۔ جتنے وعدے روزانہ حاصل ہو سکیں۔ انہیں بصورت قسط ہر تیسرے دن مرکز میں بھجواتے رہیں۔ تا وکالت مال حضرت امیر المومنین کے حضور دعا کی درخواست کے ساتھ جماعتوں کی مساعی باقاعدہ پیش کر سکے۔ یہ نہایت ضروری گذارش ہے۔

۴۔ کوئی مرد عورت۔ بچہ جماعت کا ایسا نہ رہ جائے۔ جو تحریک جدید کی قربانیوں میں شمولیت سے محروم رہ جائے۔ نادار اور بے روزگاروں کی طرف سے کم سے کم رقم بھی لی جا سکتی ہے۔

۵۔ یاد رہے کہ آپ کی قربانیوں سے انشاء اللہ تعالےٰ دنیا کے ویرانے آباد ہوں گے ظلمتکدوں میں آسمانی روشنی کے مینار تعمیر ہوں گے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک جھنڈا ربع مسکون میں ہر جگہ لہرائے گا۔

وکیل المال تحریک جدید

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضۂ حسنہ

اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا وہ ارشاد گرامی ہے جو حضور نے مشاورت ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا کہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دیہات میں جگہ جگہ بیس بیس سال سے ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ مگر ان میں کوئی گریجوایٹ نہیں۔ اگر محکمہ کی طرف سے ان کو تحریک کی جائے بندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلےٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں۔ اور قرضے کے طور پر کچھ وظیفہ دیدیا کریں۔ تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

خلاصہ سکیم

جماعت کا ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپے ششماہی بمد سکیم مرکز میں بھیجے۔ ہر نئے سال گھٹا یا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی۔ ہر سال جمع شدہ رقم کا ۴/۵ وظائف پر خرچ ہوگا باقی ۱/۵ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہوگا۔ کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ چھٹے سال ۱/۵ حصہ واپس لے گا۔ ساتویں سال ۲/۵ اور علےٰ ہذا القیاس دسویں سال ساری رقم یا بقایا۔

سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے۔ اوّل، زمینداره قرضہ تعلیم۔ دوم اہل حرفہ کا۔ سوئم ملازمین کا۔ چہارم مستورات کا اور پنجم مختص بالذات۔ اوّل۔ دوم۔ سوئم کا یونٹ ضلع ہوگا یعنی ایک ضلع کی آمد اس ضلع کے اسی پیشہ کے امیدوار پر خرچ ہوگی۔ چہارم و پنجم کا یونٹ صوبہ ہوگا۔ مستورات کی طرف سے آمد مستورات پر ہی اسی صوبہ میں خرچ ہوگی۔ اور جو احباب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک جمع کرائیں گے۔ ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ ان کے نام پر ہوگا۔ اور مختص بالذات کہلائے گا۔

یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے جاری ہوں گے۔ ممبران بطور قرضہ دیں گے۔ ان کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی۔ اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے۔

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان از راہ کرم سکیم میں خود بھی حصہ لیں اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ بمد سکیم تعلیمی قرضہ ارسال فرمایا کریں۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

جماعت احمدیہ کی چھتیسویں مجلس مشاورت

مورخہ ۷-۸-۹-۱۰ اپریل کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چھتیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۷-۸-۹-۱۰ شہادت ۱۳۳۴ہش بروز جمعرات جمعہ ہفتہ اور اتوار مطابق ۷ تا ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ ہوگا۔ جماعتہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا انتخاب کرکے دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ممبران انصار اللہ کے لئے اعلان

چونکہ کچھ عرصہ سے انصار اللہ کے ذریعہ کوئی باقاعدہ کام نہیں ہو رہا۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے آئندہ انصار اللہ کا صدر بننا منظور فرمایا ہے۔ اور نائب صدر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہوں گے۔ جملہ ممبران انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ وہ ان سے تعاون کریں۔ اور اس جمود کی کیفیت سے نکلیں۔ اور کام شروع کریں۔

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ۔

درخواست دعا!

میرا لڑکا عزیزم محمد لطیف بیمار رہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں نیز میری مالی مشکلات کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے دور فرمائے

چوہدری عبد الکریم اشتیاق علی ٹھیکیداران بھٹہ رزگالیہ

تاس — روس کی سرکاری خبر رساں ایجنسی

(۲)

تاس کا عملہ

یونیسکو کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ غیر ممالک میں خدمات سرانجام دینے کے لئے تاس کا جو عملہ بھرتی کیا جاتا ہے۔ اس میں مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مثلاً اس میں ایسے پیشہ ور صحافی شامل ہوتے ہیں۔ جو دفتر امور خارجہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور اکثر ڈپلومیٹ ہوتے ہیں۔ مثلاً اس میں ایسے ماہرین بھی ہوتے ہیں۔ جن کو ایسے "خاص مشن" پر باہر بھیجا جاتا ہے۔ جن کی بجا آوری کے وہ پوری طرح اہل ہوتے ہیں۔ مثلاً مصری امور کے ماہر اور مستشرق وغیرہ — "خاص مشن" میں دوسری باتوں کے علاوہ روس کے محکمۂ جاسوسی کے حکام کی جانب سے جاسوسی کرنے کی خدمات بھی شامل ہوتی ہیں۔

غیر ممالک میں تاس کے دفاتر یا تو روسی سفارت خانہ کی عمارت میں یا اس کے قریب ہی کسی جگہ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے تاس کے نامہ نگار سوویٹ سفارتی نمائندوں کے ساتھ گہرا رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ ان نامہ نگاروں کے پاس "سوویٹ سروس" پاسپورٹ ہوتا ہے۔ اور اس طرح انہیں ایک حد تک سفارتی مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً وہ خفیہ معلومات اپنے وطن بھیجنے کے لئے روسی سفارتی مشن یا سفارت خانہ کے سفارتی تھیلے اور ٹیلی کمیونی کیشن کی سہولتوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ جو قاعدہ کے مطابق صرف سفارتی نمائندوں ہی کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔

روسی ایجنٹوں کو دوسرے ملکوں میں بھیجنے کے لئے تاس کی ملازمت کو بطور "ٹٹی" استعمال کیا جاتا ہے، جس کی آڑ میں وہ جاسوسی۔ تخریب اور پراپیگنڈے کی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اگرچہ تاس کے نامہ نگار دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے بھی ان سرگرمیوں میں مصروف رہے ہوں گے۔ لیکن اس امر کی ناقابل تردید شہادتیں موجود ہیں۔ کہ دوسری جنگ کے ابتدائی دور میں وہ ان سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

جاسوسی کے لئے جس شخص کو نامزد کیا جاتا ہے۔ پہلے سوویٹ اسٹیٹ سیکورٹی سروس اس کے بارے میں تفتیش کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اسکی منظوری دیتی ہے۔ اس کے بعد محکمۂ جاسوسی کا افسر اعلیٰ تاس کے ناظم سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اس ایجنٹ کو تاس کے نامہ نگار کے بھیس میں فلاں فلاں ملک میں بھیج دیا جائے۔ تاس کے ناظم کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس تقرر کی توثیق سے قبل کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو یہ تجویز پیش کرے۔ اگر تفتیش اس کے حق میں ہو۔ تو ایسی صورت میں کمیٹی اس تقرر سے اتفاق کرتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ منظوری کی صورت میں اس ایجنٹ کو تاس کے نامہ نگار کی سند دیکر بیرون روس بھیج دیا جاتا ہے۔ روانگی سے قبل ایسے نامہ نگار کو جو کاغذات دیئے جاتے ہیں۔ ان میں اس کے حالات زندگی بھی صحیح نہیں ہوتے۔ ۱۹۴۶ء سے لے کر ۱۹۵۴ء تک چار ایسے واقعات رونما ہوئے۔ جن میں روسیوں کو تاس کے نامہ نگاروں کے بھیس میں جاسوسی کا کام کرتے ہوئے پایا گیا۔ یہ واقعات سویڈن۔ نیدرلینڈ اور آسٹریلیا میں وقوع پذیر ہوئے۔

روس اور سویڈن

جاسوسوں کے ساتھ روس کی مکمل شرکت کی اتنی واضح شہادت کی موجودگی میں بھی حکومت روس اور مقامی کمیونسٹ اخبارات نے اسکی تردید میں کیں۔ جن میں اینڈرسن فریج اور جاسوسی کے الزام میں دوسرے سزا یافتگان پر یہ الزام لگایا۔ کہ وہ سویڈن کی خفیہ پولیس کے ایجنٹ تھے۔ کمیونسٹوں نے کہا۔ کہ سویڈن اور روس کے تعلقات کو جان بوجھ کر خراب کرنے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں۔ یہ سازش اسی کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کے برعکس سویڈن کے جمہوریت پسند اخبارات نے تاس کے متعلق جو رویہ اختیار کیا۔ وہ اسٹاک ہالم کے اخبار "مارگن ٹڈ نگن" کے اس اداریہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو اس نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو رقم کیا۔ اور جس میں اس نے لکھا:۔

"سوویٹ اخبارات اور ریڈیو کے نشریات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سویڈن کے متعلق بھیجی ہوئی تاس کی خبریں انتہائی غلط ہوتی ہیں۔ البتہ جو خبریں اشاعت کے لئے نہیں ہوتیں۔ یعنی وہ خبریں جن میں جاسوسی کی جاتی ہے۔ نہ صرف صحیح ہوتی ہیں۔ بلکہ مفصل بھی ہوتی ہیں۔"

نامہ نگاری یا جاسوسی

۱۹۵۲ء کے اواخر کا واقعہ ہے۔ کہ حکومت نیدرلینڈ کے ایک افسر نے پولیس کو یہ اطلاع دی۔ کہ ہیگ میں متعین تاس کے نمائندے ایل کے پیسارلیف نے بلیک میل کی دھمکی دے کر اس سے خفیہ کاغذات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پولیس نے اس افسر کو مشورہ دیا۔ کہ روسی ایجنٹ کے ساتھ میل جول جاری رکھے۔ دریں اثناء پولیس نے جعلی دستاویزات کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ ان پر "خفیہ" لکھا ہوا تھا۔ طے یہ پایا کہ ان جعلی دستاویزات کو اصلی بنا کر روسی ایجنٹ پیسارلیف کو دیا جائے۔ پولیس کا منصوبہ کامیاب رہا۔ ۳ دسمبر ۱۹۵۲ء کو اس نے پیسارلیف کو مذکورہ سرکاری افسر سے اصلی نما جعلی کاغذات وصول کرتے ہوئے عین موقعہ پر گرفتار کر لیا۔

حکومت روس نے فوراً ہی اس پوری کارروائی کی مذمت کی۔ اور اس کو پہلے سے طے شدہ سازش قرار دے کر پیسارلیف کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے ان ولندیزی پولیس افسروں کو سزا دینے کا بھی مطالبہ کیا۔ جنہوں نے روسی ایجنٹ کو گرفتار کیا تھا

۲۴ فروری ۱۹۵۳ء کو حکومت ہالینڈ نے روس کا یہ مطالبہ مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پیسارلیف کو ایک غیر ملکی کی حیثیت سے غیر قانونی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں ملک سے نکال دیا جائے گا۔ چنانچہ دوسرے دن ایمسٹرڈم کی بندرگاہ پر اسے ایک روسی جہاز میں سوار کرا کے ہالینڈ سے نکال دیا گیا۔

مزید واقعات

آسٹریلیا کا واقعہ تو بھی حال ہی کا ہے آسٹریلیا میں روسی سفارت خانہ کے ایک افسر ولاڈیمیر میکالوچ پیٹروف نے روسی سفارت خانہ سے بھاگ کر آسٹریلوی حکام کو تاس کے نمائندے انٹونوف کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ جو روس کی خفیہ پولیس میں اس کے ہمراہ کام کر چکا تھا۔

آسٹریلیا کے وزیر اعظم رابرٹ گورڈن منزیز نے ۱۳ اپریل ۱۹۵۴ء کو پارلیمنٹ کے ایوان نمائندگان کو یہ بتا کر حیران کر دیا۔ کہ روسی سفارت خانہ کے عملہ کے ایک اہم عہدے دار پیٹروف نے سیاسی پناہ کی درخواست کی ہے اور اس کے پاس اہم دستاویزات ہیں۔ دوسرے دن آسٹریلوی نمائندگان نے تحقیقات کے لئے ایک شاہی کمیشن مقرر کیا۔ چند روز بعد پیٹروف کی بیوی بھی ڈرامائی طور پر روسی افسروں کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور حکومت آسٹریلیا نے اسے پناہ دے دی۔ حکومت روس نے پیٹروف اور اس کی بیوی کی واپسی کا مطالبہ کیا جو مسترد کر دیا گیا۔ جس پر روس نے آسٹریلیا سے سفارتی تعلقات منقطع کر دیئے۔

(نوائے وقت مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۵۵ء)

نظارت بیت المال کی طرف سے چند ضروری اعلانات

مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر نمائندگان نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برائے علاج امریکہ تشریف لے جائیں۔ اس سفر کا ذاتی خرچ حضور خود برداشت کریں گے مگر حضور کے ساتھ جانے والے عملہ کے خرچ کا اندازہ ۷۵۰۰۰ روپے کیا گیا تھا۔ بعض احباب نے مجلس مشاورت کے موقعہ پر ہی اپنے وعدوں کی ادائیگی کر دی تھی بعض احباب ایسے ہیں جو ابھی تک اپنے وعدے پورے نہیں کر سکے اور بعض احباب سے وعدے وصول نہیں ہوئے۔ احباب سے درخواست ہے کہ جنہوں نے وعدے کئے ہیں اور ابھی تک ادا نہیں کئے۔ ان کی ادائیگی کی طرف جلد تر توجہ فرمائیں۔ اور جنہوں نے ابھی تک اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا وہ اس میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

لازمی چندے } جملہ امراء و پریذیڈنٹ و سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے کہ رفتار وصولی چندہ کو تیز کرنے کے لئے اپنی اپنی جماعت کے دوستوں سے ان کے واجب الادا بقایاجات کی وصولی کی پوری سعی فرمائیں

شہری جماعتوں کے عہدہ دار دوستوں کو چاہیئے کہ ہر ماہ کا چندہ ۲۰ تاریخ تک مرکز میں بھجوا دیا کریں۔ زمیندار جماعتوں کے عہدہ دار دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ فصل خریف کا چندہ ہر ایک احمدی سے پوری شرح سے وصول کر کے جلد ارسال فرمائیں۔

زمیندار جماعتوں کیلئے ایک ضروری اطلاع } زمیندار جماعتوں کی فصل خریف کی برداشت بہت حد تک ہو چکی ہے اور فصل کماد کی برداشت اب ہو رہی ہے۔ اس لئے زمیندار جماعتوں کے عہدہ دار احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے جماعت کے جملہ احباب سے ان کا واجب الادا چندہ لازمی (چندہ عام یا حصہ آمد) اور چندہ جلسہ سالانہ چندہ خاص سو فی صدی وصول کرنے کی پوری سعی فرمائیں۔

فطرانہ عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کی رقوم } بعض جماعتوں نے تاحال مذکورہ بالا فنڈوں کی رقوم مرکز میں ارسال نہیں کیں۔ لہٰذا متعلقہ امراء پریذیڈنٹ اور سیکرٹریان مال کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ ان کی رقموں کو جو ان کے پاس موجود ہوں جلد مرکزی خزانہ میں داخل فرمائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

ٹرینڈ گریجوایٹ استادوں اور استانیوں کی ضرورت

سلسلہ کے تعلیمی اداروں میں ٹرینڈ گریجوایٹ استادوں اور استانیوں کی ضرورت ہے تنخواہ و الاؤنس حسب گورنمنٹ سکیل نیز پراویڈنٹ فنڈ یا پنشن۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

امانت تحریک جدید کے متعلق اطلاع

بعض دوست امانت تحریک جدید کی رقم دفتر محاسب صاحب میں جمع کراتے وقت یا باہر سے بھیجتے وقت امانت ذاتی لکھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے دوسری مد میں پڑ جاتی ہے اور بعد میں تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا دوستوں کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امانت تحریک جدید کی رقم جمع کراتے وقت "امانت ذاتی" کا لفظ نہ استعمال کیا کریں۔ صرف امانت تحریک جدید لکھا کریں۔ اور جب باہر سے کوئی رقم بھیجیں تو اطلاعی کارڈ افسر امانت تحریک جدید کو بھی لکھ دیا کریں۔

(افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

جٹ طیاروں کے دو امریکی سکواڈرن فارموسا پہنچ گئے

یہ طیارے جزائر تاچین کو خالی کرنے کے کام میں مدد دیں گے

تائپے ۲۸ جنوری۔ خبر آئی ہے کہ منیلا اور اوکی ناوا سے جٹ طیاروں کے دو امریکی سکواڈرن فارموسا پہنچ گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سکواڈرن جزائر تاچین کو خالی کرنے کے کام میں کومنتانگ حکومت کی مدد کریں گے۔ کیونکہ ان جزائر سے تین دن کے اندر اندر بیس ہزار فوج ہٹانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جنرل چیانگ کائی شک نے امریکہ کا یہ مشورہ قبول کر لیا ہے کہ ان جزیروں کو خالی کر دیا جائے۔ اس سے قبل خبر آئی تھی کہ ان جزائر کو خالی کرنے کے بارے میں کومنتانگ حکام میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ بعض حکام وہاں ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہتے تھے۔ امریکہ کی مداخلت سے یہ اختلافات دور ہو گئے اور بالآخر جزائر خالی کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

پرنس علی خاں کی کراچی میں آمد

کراچی ۲۸ جنوری۔ پرنس علی خاں آج بمبئی سے کراچی پہنچے۔ ہوائی اڈے پر آغا خاں کی سپریم کونسل اور اسماعیلیہ برادری کے دیگر سرکردہ ممبروں نے ان کا استقبال کیا۔ وہ کراچی میں پانچ روز قیام کریں گے۔ ان کے ٹھہرنے کا انتظام گورنر جنرل ہاؤس میں کیا گیا ہے۔

سویڈن پاکستان کیلئے فنی امداد کے پروگرام کو مقبول بنانیکی

ایک مہم شروع کر رہا ہے

سٹاک ہالم ۲۸ جنوری۔ یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پاکستان کو فنی امداد بہم پہنچانے کی غرض سے دو ماہ کے اندر اندر رقم جمع کرنے کی ایک مہم شروع کی جائے گی۔ کل سویڈن کے وزیر مملکت نے اعلان کیا کہ اس مہم کا آغاز کرنے کے لئے شاہ سویڈن ریڈیو کے ذریعہ قوم سے خطاب کریں گے۔ اور اس کے بعد حکومت اور دوسری فوجی جماعتیں بھی زیادہ سے زیادہ روپیہ جمع کرنے کی کوشش کریں گی۔ جگہ بجگہ سکولوں کے بچے فلیگ بیچیں گے۔ پاکستانی مصنوعات فروخت کرنے کے لئے بازار لگائے جائیں گے۔ علاوہ ازیں لاٹری ڈالنے کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ مہم فنی امداد کی مرکزی کمیٹی کے تحت چلائی جائے گی۔ اس کمیٹی میں حکومت اور نجی اداروں کے چالیس کے قریب نمائندے شامل ہیں۔ یہ امداد اس بنا پر دی جا رہی ہے کہ ایک ملک کے عوام دوسرے ملک کے عوام سے تعاون کرتے ہوئے ان کی ہر ممکن مدد کریں۔

بیروت میں ۱۷۸ طلباء کی گرفتاری

بیروت ۲۸ جنوری۔ لبنان کی حفاظتی پولیس نے کل یہاں ۱۷۸ مقامی طلباء کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان طلباء نے ایک ہڑتال میں حصہ لینے کے بعد لبنان کی ایک سیاسی پارٹی ندائے قومی کے دفاتر میں پناہ لے رکھی تھی۔ ہڑتال بیروت امریکی یونیورسٹی کے منتظمین کے اس اقدام کے خلاف بطور احتجاج کی گئی تھی۔ جس کے تحت انہوں نے طلباء کی یونین کو توڑ کر ۱۷ طلباء کو یونیورسٹی سے خارج کر دیا تھا۔ پولیس نے رات بھر "ندائے قومی" کی عمارت کا محاصرہ کئے رکھا۔ اور صبح سویرے ان طلباء کو گرفتار کر لیا۔ ان طلباء کی ہمدردی میں بیروت اور دوسرے مقامات کے طلباء نے آج ہڑتال کر دی۔

تیسرے ٹیسٹ کے لئے بھارتی ٹیم

لاہور ۲۸ جنوری۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق لاہور میں پاکستان اور بھارت کا جو تیسرا ٹیسٹ میچ ہونے والا ہے۔ اس میں بھارتی ٹیم میں دو نئے کھلاڑی ہزارے اور کینی بھی شامل کئے جائیں گے۔

کومنتانگ حکومت کو برطانیہ کا انتباہ

لنڈن ۲۸ جنوری۔ برطانیہ نے کومنتانگ حکومت کو خبردار کیا ہے کہ وہ مشرق بعید کے سمندروں میں تجارتی اغراض کے ماتحت جانے والے برطانوی جہازوں کی آمد و رفت میں مداخلت کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ نے بھی کومنتانگ کے حکام کو مشورہ دیا ہے کہ وہ برطانوی جہازوں کے بارے میں احتیاط برتیں۔

مصر میں دو یہودیوں کو سزائے موت کا حکم

قاہرہ ۲۸ جنوری۔ مصر کی فوجی عدالت نے دو یہودیوں کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ ان پر ملک کے خلاف ایک سازش میں شریک ہونے کا الزام تھا۔

تصحیح

۲۸ جنوری کے الفضل میں ص۵ پر مکرم نفضل الرحمٰن صاحب نعیم کی جو نظم شائع ہوئی ہے۔ اس کے آخری بند کا پہلا مصرعہ غلط شائع ہو گیا ہے۔ اصل مصرعہ درج ذیل ہے

دادکے قابل ہے تیری ہمتِ حق آشنا

احباب تصحیح فرمالیں۔

پتھاریہ کے جنگلوں میں سرحد مقرر کرنے کا کام شروع ہو گیا

ڈھاکہ ۲۸ جنوری۔ مشرقی بنگال میں پتھاریہ کے پہاڑی جنگلوں میں سرحد مقرر کرنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ "باگے ایوارڈ" کے تحت یہ سرحد مقرر کی جا رہی ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے سروے کے محکمے مشترکہ طور پر اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کام تین چار ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ ۳۵ میل لمبے اور ۲۵ میل چوڑے علاقے میں بعض جگہ جنگلات صاف کر کے سرحد کی نشاندہی کی جائیگی۔ ریڈ کلف ایوارڈ کے تحت ان جنگلات میں باقاعدہ سرحد مقرر نہیں کی گئی تھی۔ جس کی وجہ سے بعد میں دونوں حکومتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے باگا ٹریبونل کا تقرر عمل میں آیا۔ جس نے پاکستان کی یہ تجویز منظور کر لی۔ کہ علاقے کو صاف کر کے باقاعدہ سرحدوں کی نشاندہی کر دی جائے۔ نشاندہی کے انتظامات کے متعلق دونوں ملکوں کے نمائندوں کے درمیان ۱۹۵۳ء میں سمجھوتہ ہو گیا تھا۔ سرحدیں مقرر ہونے کے بعد کسی کو بھی اس سے کم علاقہ نہیں ملے گا۔ جتنا ریڈ کلف ایوارڈ کے تحت تھا۔

گورنر جنرل آج واپس آرہے ہیں

کراچی ۲۸ جنوری۔ گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد صاحب نئی دہلی کے سرکاری دورے کے بعد آج دوپہر واپس کراچی آرہے ہیں۔ آپ کی واپسی سرکاری نوعیت کی ہوگی۔ چنانچہ آپ کو ۲۱ توپوں کی سلامی دی جائے گی۔

وزیر خزانہ چودھری محمد علی کل دوپہر کراچی سے ایک خاص ہوائی جہاز میں نئی دہلی پہنچے۔ ہوائی اڈے سے آپ سیدھے بھارت کے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کے ہاں پہنچے جہاں گورنر جنرل پاکستان اور ان کے ساتھی دعوتِ طعام میں مدعو تھے۔

روس میں بلیک مارکیٹ

ماسکو ۲۸ جنوری۔ سوویٹ روس کے تجارتی اخبار میں جو وزارت تجارت کا سرکاری ترجمان ہے انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ملک میں بعض چھوٹی چھوٹی ضرورت کی اشیاء بھی بلیک مارکیٹ میں بڑی گراں قیمتوں پر فروخت ہو رہی ہیں۔ اخبار مذکور میں کہا گیا ہے۔ کہ ریزر۔ بلیڈ۔ سینے کا دھاگہ اور بالوں میں لگانے والی پنیں تک بلیک مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ بعض لوگوں کے پاس روپیہ کافی موجود ہے۔ لیکن اپنی موٹر کاریں ریڈیو اور ٹیلی ویژن سیٹ کپڑے دھونے کی مشین اور ریفریجیریٹر وغیرہ خریدنے کے لئے بڑا طویل انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک لمبی انتظاریہ فہرست میں ان کا نام عرصہ دراز تک درج رہتا ہے۔ سب سے زیادہ بلیک مارکیٹ باکو کے علاقے میں ہوتی ہے۔ جو تیل کی پیداوار کا سب سے بڑا علاقہ ہے۔

پشاور کا ٹیسٹ میچ کس وکٹ پر کھیلا جائے گا؟

کلکتہ ۲۸ جنوری۔ ہندوستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے صدر مہاراج کمار وجیانگرم نے کہا ہے۔ کہ ہندوستان نے یہ تجویز ابھی نہ منظور کی ہے اور نہ رد کہ پشاور کا ٹیسٹ میچ ٹرف وکٹ پر کھیلا جائے۔ یا میٹنگ وکٹ پر۔ انہوں نے بتایا۔ کہ بورڈ کی رہبر کمیٹی آئندہ دو روز میں اس کا فیصلہ کرے گی۔

ڈاکٹر قریشی کولمبیا یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہو گئے

کراچی ۲۸ جنوری۔ پاکستان کے سابق وزیر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کولمبیا یونیورسٹی میں مشرق قریب اور مشرق وسطی کے انسٹی ٹیوٹ میں پروفیسر مقرر ہوئے ہیں۔ آپ وہاں مشرق وسطی اور پاکستان کے مسائل پر لیکچر دیا کریں گے۔

برطانیہ اور پاکستان میں تجارت

لنڈن ۲۸ جنوری۔ برطانیہ نے گذشتہ سال ۲۶ کروڑ ۳۳ لاکھ پونڈ کا خام مال پاکستان سے درآمد کیا اور اس کے مقابلہ میں ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ کا سامان پاکستان کو برآمد کیا۔ اسی سال ۸۱ لاکھ پونڈ کی چائے بھی پاکستان سے برطانیہ بھیجی گئی۔ مگر کپڑے کی درآمد میں ۲۶ لاکھ پونڈ کی کمی ہوئی۔ اسی طرح پاکستان کے پٹ سن کی برآمد ۲ کروڑ پونڈ سے گھٹ کر ایک کروڑ بیس لاکھ پونڈ رہ گئی۔ برطانیہ کی برآمد کردہ اشیاء میں دوائیاں لوہا اور فولاد اور مشینری شامل تھی۔